بین یدی الساعۃ یظہر الربا و الزنا و الخمر (الحدیث)

ترجمہ: قیامت کے پہلے سود خوری، زنا کاری اور شراب نوشی کا ظہور ہوگا۔

تباہی ان گناہوں کی

از قلم

تاج الاسلام حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

سابق قاضی القضاۃ نیپال و بانی خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب و تخریج

ابو العطا حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی

مجمع البرکات

خانقاہ برکات لہنہ شریف نیپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بین یدی الساعة یظهر الربا والزنا والخمر (الحدیث)
ترجمہ: قیامت کے پہلے سود خوری، زنا کاری اور شراب نوشی کا ظہور ہوگا۔

تباہی ان گناہوں کی

ازقلم
تاج الاسلام، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ
سابق قاضی القضاۃ نیپال وبانی خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب وتخریج
ابوالعطر حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی، برکاتی
(تاراپٹی، نیپال)

ناشر
مجمع البرکات اکیڈمی
خانقاہ برکات، لہنہ شریف جنک پور (نیپال)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب : تباہی ان گناہوں کی
مصنف : تاج الاسلام، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ
ترتیب وتخریج : ابوالعطر حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی
(تاراپٹی، نیپال)
پروف ریڈنگ : ابوالفیضان حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی بہوار وا (نیپال)
بتعاون : جملہ عاشقان حضور شیر نیپال بسہیا جنک پور، (نیپال)
ناشر : مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لہنہ شریف جنکپور (نیپال)

ملنے کے پتے

- مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)
- خواجہ بک ڈپو، 419/2، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶، موبائل 8130469834

گلہائے کتاب

سخنہائے گفتنی	۵
پہلا باب ۷ تا ۱۹	
سود کی حرمت و احکام	۷
سود کی حرمت کی وجہ	۷
سود کی تعریف و اقسام	۸
ربا الفضل	۹
ربا النسیئہ	۹
سود کی مذمت قرآن کی روشنی میں	۱۲
سود کی مذمت احادیث کی روشنی میں	۱۳
سود پر کھیت لینا بھی حرام	۱۶
انتباہ	۱۷
قرض پر سود لینے کا حکم	۱۷
دوسرا باب ۲۰ تا ۴۳	
زنا اور زانی کی مذمت	۲۰
شرعی فیصلہ	۲۵
حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا واقعۂ رجم	۲۷
مرد و عورت کو سنگساری کا طریقہ	۲۹

غیر شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں	۴۰
بغیر ثبوت تہمت زنا لگانے کی سزا	۴۱
تیسرا باب	**۴۴ تا ۵۱**
شراب اور شرابی کی سزا	۴۴
خمر کا معنیٰ اور اس کی حد	۴۴
شراب کی مذمت قرآن واحادیث سے	۴۵
شراب کی شرعی حد	۴۷
انتباہ	۵۰

سخنہائے گفتنی

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ

اس دور پر آشوب میں بنی نوع انسانی اوران کے اعمال کا جائزہ لیا جائے تو ایسے ایسے گناہوں میں انسان ملوث نظر آئیں گے کہ جن سے ان گناہوں کے مرتکبین تو تباہ و برباد ہو ہی رہے ہیں مگر انسانی معاشرہ کے وہ افراد بھی تباہ ہور ہے ہیں اور سماج کی نظروں میں ذلت و رسوائی سے دو چار ہور ہے ہیں جو ان گناہوں میں ملوث تو نہیں ہیں مگر ان برائیوں اور گناہوں کو انجام دینے اور رائج کرنے والوں سے ان کا کوئی رشتہ ہے مثلاً ان کی بیویاں اور اولاد وغیرہ۔ اور آئے دن ان گناہوں کی تباہیاں پرنٹ میڈیا سے الیکٹرانک میڈیا تک دیکھنے سننے اور پڑھنے کو ملیں گی۔ ایسے بہت سارے گناہ ہیں مگر ان گناہوں میں بھی تین گناہ سود، زنا اور شراب نوشی نے جو دھوم اور تباہی مچائی ہے وہ اہل دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارک ہے: "بین یدی الساعة یظهر الربا والزنا والخمر" قیامت سے پہلے سود خوری، زنا کاری اور شراب نوشی کا ظہور ہوگا۔

تمام کبیرہ اور مہلک گناہوں کے سد باب اور معاشرہ کو ان سے پاک کرنے کے لئے انفرادی و اجتماعی کوشش ضروری ہے مگر بطور خاص ان تین گناہوں پر زیادہ توجہ اور ان کے خاتمہ کے لئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ شراب کے نشہ میں شرابی کبھی بیوی کو طلاق دے کر اس کی زندگی اجیرن کر دیتا ہے تو کبھی طلاق دینے کے بعد بھی اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے جبکہ نشہ کی حالت میں طلاق مغلظہ دے چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی بے گناہ کو نشے کی حالت میں قتل کرنے کے بعد مقتول کے وارثین کی زندگی موت سے بدتر تو کر ہی دیتا ہے ساتھ ہی قید و بند کی صعوبتوں میں پھنس کر خود کو بھی اور اپنے پیچھے اپنے اہل خانہ کو بھی مصیبت کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ اور سود کی قیامت خیزیاں کیا کہنے؟ آج مختلف طریقوں اور مختلف ناموں کے

ذریعہ اس نے جو قیامت ڈھائی ہے اور غربت وافلاس کے مارے لوگوں کی زندگی کا جو مذاق بنا رکھا ہے اور جو لوٹ مار کا ماحول پیدا کر رکھا ہے اس پر شیطان بھی حیرت زدہ اور رقص کناں ہے۔ اور زنا کا حال شراب وسود سے کچھ کم نہیں ہے یہ تو ان دونوں سے بھی بڑھ کر ظالم وقاتل ہے۔ ہمارا نوجوان طبقہ اس میں مبتلا ہوتے جا رہا ہے اور معاشرہ کی عزت نیلام ہو رہی ہے اور شرفا کی غیرت سسکتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

وقت وحالات کی پیشانی کی لکیریں مصلح قوم وملت، داعی کتاب وسنت حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ نے پڑھ لیں اور پھر ان تین سنگین گناہوں کی تباہی ونقصانات اور ان کے اثرات پر قلم چلایا۔ ان تین کبیرہ گناہوں پر قرآن واحادیث واقوال ائمہ کی روشنی میں ایسی گفتگو فرمائی ہے جس کے ذریعہ ہر باایمان شخص اپنے اعمال کو پراگندہ ہونے سے بچا سکتا ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں لوگوں کی بے راہ روی، ایمان کی کمزوری اور کبائر پر اصرار نے ان گناہوں کو اقوام کی نگاہوں میں ایسا چھوٹا بنا دیا کہ لوگ ان گناہوں کے کرنے میں ذرا سا بھی عار وشرم محسوس نہیں کرتے ہیں، بلکہ فخر کرتے ہیں۔

کتاب ھاذا الید جو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے قلم حق رقم اور داعیانہ ومصلحانہ فرض منصبی کا ایک جز ہے۔ امید قوی ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد لوگ اس طرح کے کبیرہ گناہوں کے کرنے سے پرہیز کریں گے اور اپنے اعمال کو خراب وضائع ہونے سے بچائیں گے اور جو لوگ ان گناہوں میں ملوث ہیں وہ توبہ کر کے اسلامی زندگی گذارنے لگیں۔

مولانا محمد وسیم اکرم صدیقی برکاتی، تلمیذ شیر نیپال عالی اخلاق حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی، حافظ محمد سرفراز عالم برکاتی اور قطر میں مقیم لسیہیا والے جملہ عاشقان حضور شیر نیپال کی غیب سے مدد فرمائے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے صدقہ میں انہیں ہر آفت وبلا سے اور امراض مہلکہ سے محفوظ فرمائے جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں حصہ لیا۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اسیر مرشد

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال) حال مقیم دوحہ قطر

پہلا باب

سود کی حرمت واحکام

بسم الرحمن الرحیم

سود کالینا دینااوراس کا کاغذ لکھنا، گواہ بننا سب گناہ وحرام ہے، اس کی حرمت قرآن و حدیث اوراجماع کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، لہذا اس کی حرمت کا منکراور حلال سمجھنے والاقطعاً کافر ہے۔قرآن واحادیث میں سودخوری سودی کاروبار کی سخت ممانعت ومذمت آئی ہے۔[1]

سود کی حرمت کی وجہ:

سود کے حرام ہونے کی کئی وجہیں ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ اس میں دوسرے کا مال بغیر کسی عوض کے حاصل ہوتا ہے، مثلاً زید نے بکر سے ایک کلو گیہوں دو کلو گیہوں کے بدلے بیچا، یا زید نے ایک ہزار روپے بطور قرض بکر کو دیا اس شرط کے ساتھ کہ بعد میں پندرہ سو لوں گا، توان صورتوں میں زید کو جو زیادتی گیہوں اور روپے میں حاصل ہوئی دوسری طرف اس کے مقابلے میں کوئی عوض نہیں اور یہ حرام ہے، اور یہی زیادتی بلاعوض حرمت ربا کی وجہ ہے، کیونکہ ایک طرف فائدہ ہے تو دوسری طرف نقصان وخسران اور یہ اسلامی اخوت و بھائی چارگی کے بھی خلاف ہے۔

خازن ج 1ص 209 میں ہے:

ذكروا في سبب تحريم الربا وجوهاً احدها ان الربا يقتضي اخذ مالا لغير بغير عوض لان من يبيع درهما بدرهمين نقداً كان او نسيئة فقد حصل له زيادة

ا۔صاوی علی الجلالین ج ۱ ص ۲۳ ، دارالکتب العلمیہ ، بیروت

درھم من غیر عوض فھو حرام۔

ترجمہ: علماء نے سود کے سبب حرمت کے بارے میں کئی وجہیں ذکر کی ہیں۔ایک یہ ہے کہ سود میں دوسرے کا مال بغیر کسی عوض لیا جاتا ہے، کیونکہ جو ایک درہم دو درہم کے بدلے بیچے گا نقد یا ادھار تو اسے ایک درہم بغیر کسی عوض کے حاصل ہوگی اور یہ حرام ہے۔

سود کی تعریف واقسام:

ربا (سود) لغت میں زیادتی کو کہتے ہیں۔اور اصطلاح میں عقد معاوضہ میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے جو زیادتی ایسی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری جانب عوض نہ ہو اور اس کے لئے کوئی شرعی معیار بھی یعنی ناپ تول ہو تو وہ ربا (سود) ہے۔[۱]

الربا ھو الفضل المستحق لأحد المتعاقدین فی المعاوضة الخالی عن عوض شرط فیہ[۲]

یعنی سود عاقدین میں سے کسی ایک کے لئے معاوضہ میں ثابت ہونے والی وہ مشروط زیادتی ہے جو عوض سے خالی ہو۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے جمیع علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ حرمت ربا (سود کے حرام ہونے) کی علت وہ خاص انداز یعنی ناپ تول ہے اتحاد جنس کے ساتھ۔تو اگر قدر و جنس دونوں پائی جائیں تو بیشی اور ادھار دونوں حرام ہیں، اور اگر دونوں میں سے ایک پائی جائے تو بیشی حلال اور ادھار حرام ہے۔[۳]

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے

۱۔ درمختار ج ۴ ص ۱۹۶ ۲۔ ہدایہ آخرین، ج 2، ص 82، مطبوعہ لاہور

۳۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۲۱ رضا اکیڈمی)

مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔[1]

سود کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **ربا الفضل:** یعنی ایک جنس کی چیزوں کو نقد زیادتی کے عوض بیع کرنا۔

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ الشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَ بِيعُوا الْبُرَّ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَ بِيعُوا الشَّعِيرَ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ.[2]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا سونے کے بدلے سونا برابر بیچو اور اسی طرح چاندی کے عوض چاندی، کھجور کے بدلے کھجور، گیہوں کے بدلے گیہوں، نمک کے بدلے نمک اور جو کے عوض جو برابر فروخت کرو جس نے زیادہ لیا یا دیا اس نے سود کا معاملہ کیا۔ پس سونا چاندی کے عوض، گیہوں کھجور کے عوض اور جو کھجور کے بدلے جس طرح چاہو فروخت کرو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

(۲) **ربا النسیئہ:** یعنی ادھار کی میعاد پر معین شرح کے اصل رقم سے زیادہ نفع لینا۔

ان دونوں قسموں کی تعریف کرتے ہوئے امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ربا کی دو قسمیں ہیں، ایک بیع و شراء کے اندر ربا اور دوسرے ادھار میں ربا اور جاہلیت عرب میں ربا کی یہ دوسری قسم زیادہ رائج و معروف تھی کہ وہ اپنا مال کسی کو معین میعاد کے لیے دیتے تھے اور ہر مہینہ اس کا نفع لیتے تھے اور اگر میعاد معین پر ادائیگی نہ کرسکا تو

[1] بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۹۶
[2] مسلم حدیث نمبر 1587

میعاد اور بڑھادی جاتی تھی، اس شرط پر کہ سود کی رقم اور بڑھادی جائے۔[۱]

ربا النسیہ کے بارے میں امام رازی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ربا النسیئۃ زمانہ جاہلیت میں مشہور تھا۔ وہ لوگ اس شرط پر قرض دیتے تھے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ (یا ہر سال) ایک معین رقم لیا کریں گے اور اصل رقم مقروض کے ذمہ باقی رہے گی؛ مدت پوری ہونے کے بعد قرض خواہ؛ مقروض سے اصل رقم کا مطالبہ کرتا اور اگر مقروض اصل رقم ادا نہ کرسکتا تو قرض خواہ مدت اور سود دونوں میں اضافہ کردیتا؛ یہ وہ ربا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔[۲]

یہی درج ذیل کتب تفاسیر جلالین، مدارک اور خازن کی مذکورہ عبارتوں کا خلاصہ ہے۔

خازن شریف ج ا، ص 209 میں ہے:

اعلم ان الربا فی اللغة هو الزيادة و طلب الزيادة بطريق التجارة غير حرام فثبت ان الزيادة المحرمة هو الربا وهو على صفة مخصوصة فی مال مخصوص بينه رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ سود لغت میں زیادتی کو کہتے ہیں اور زیادتی کی طلب بطریق تجارت حرام نہیں، تو ثابت ہوا کہ جو زیادتی حرام ہے وہ سود ہے اور وہ مخصوص مال میں مخصوص طریقے پر ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا۔

اسی میں ص 210 پر ہے:

الربا نوعان ربا الفضل وهو الزيادة و ربا النسيئة وهو الاجل.

ترجمہ: ربا (سود) کی دو قسمیں ہیں (۱) ربا الفضل اور اس سے مراد زیادتی ہے۔ (۲) ربا النسیہ اور اس سے مراد مدت ہے۔

جلالین، صاوی ج ا ص ۱۷۲-۱۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے:

وهو الزيادة فی المعاملة بالنقود و المطعومات فی القدر و الاجل (قوله فی

۱؎ التفسیر الکبیر، البقرۃ: تحت آیت 278 ۲؎ تفسیر کبیر، ج 2، ص 351

القدر) مرادہ بہ ربا الفضل ای الزیادۃ وھو حرام فی متحد الجنس فقط و(قولہ و الاجل) مرادہ بہ ربا النساء وھو حرام و ان تعدد الجنس اھ۔

ترجمہ: اور معاملات میں نقود کی زیادتی ہے اور ماکولات (کھانے کے چیزوں) میں مقدار یا مدت میں زیادتی۔ قدر سے مراد ربا الفضل ہے یعنی جو زیادتی اتحاد جنس کی صورت میں ہو وہ حرام ہے۔ اور اجل سے مراد ربا النسیۃ ہے اور وہ حرام ہے اگرچہ جنس متعدد ہو۔

مدارک شریف میں ہے:

الربا ھو فضل مال خال عن العوض فی معاوضۃ مال بمال اھ۔

ترجمہ: ربا (سود) مال کی وہ زیادتی ہے جو مال کو مال کے بدلے لین دین کرنے میں عوض سے خالی ہو۔

حضرت صدر الشریعہ سود کی دونوں قسموں کے بارے میں فرماتے ہیں:

قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام ہے (اس کو ربا النسیۃ کہتے ہیں)۔ مثلاً گیہوں کو گیہوں، جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام، اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام، اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور ادھار حرام مثلاً گیہوں کو جَو کے بدلے میں، یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ماپ (ناپ) اور دوسری میں وزن مشترک ہے، مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں، غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں۔ لہٰذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دے کر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خرید لے مگر ادھار بیچنا حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بھی جائز۔ مثلاً گیہوں اور جَو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم و بیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی

حرج نہیں، اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خرید و روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو، جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔[۱]

سود کی مذمت قرآن کی روشنی میں:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَأْكُلُوْنَ الرِّبٰا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ [۲]

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو، یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کی مانند ہے۔ اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو، تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے۔ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے اور اس میں مدتوں رہیں گے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ..." [۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! دونا دون سود کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ [۴]

۱۔ بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۹۶ ۲۔ البقرہ آیت ۲۷۵ ۳۔ آل عمران آیت ۱۳۰
۴۔ (البقرہ آیت ۲۷۸۔۲۷۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اور تم نے ایسا نہ کیا تو تم کو اللہ و رسول کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے۔

سود کی مذمت احادیث کی روشنی میں:

اس کی مذمت میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ.[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی لعنت سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہی کرنے والے پر۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ من اکل درھما من ربوا فھو مثل ثلث و ثلثین زنیۃ و من نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ۔[۲]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درہم سود کا کھانا تینتیس زنا کے برابر ہے اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے تو نار جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لدرھم یصیبہ الرجل من الربوا اعظم عند اللہ من ثلثۃ و ثلثین زنیۃ یزنیھا فی الاسلام۔[۳]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک ایک درہم کہ آدمی سود سے پائے اللہ عزوجل کے نزدیک سخت تر ہے تینتیس زنا سے کہ آدمی اسلام میں کرے۔

عَنْ عبداللّٰہِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ

۱۔ مسلم ج ۲ ص ۲۷ کتاب المساقاۃ، باب الربا، ابوداؤد ص ۱۷ کتاب البیوع، ابن ماجہ ص ۱۴۵
۲۔ المعجم الاوسط ج ۳ ص ۵۱ المکتبۃ المعارف ریاض ۳۔ در منثور ج ص ۳۶۷، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۱۷ بیروت

الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً۔[۱]

ترجمہ: غسیل الملائکہ حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سود کا ایک درہم کہ آدمی دانستہ اللہ تعالی کے نزدیک چھتیس زنا سے سخت تر ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الربا سبعون حوبا ایسرھا کالذی ینکح امہ و فی روایۃ سبعون بابا ادناھا الذی یقع علی امہ۔[۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سود ستر گناہ ہے جن میں سب سے آسان تر اس شخص کی طرح ہے جو اپنی ماں پر پڑے۔

عن الاسود بن وھب قال قال رسول اللہ ﷺ ان الربا ابواب الباب منہ عدل سبعین حوبا ادناھا فجرۃ کاضطجاع الرجل مع امہ۔[۳]

ترجمہ: حضرت اسود ابن وھب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک ربا کے کئی دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ستر گناہ کے برابر ہے جن میں سب سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ ہمبستر ہونا۔

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ ﷺ الرِّبا اثنان وسبعون بابًا أدناھا مثلُ إتیانِ الرَّجلِ اُمَّہ۔[۴]

ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سود کے بہتر دروازے ہیں ان میں سب سے کم تر ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے صحبت کرنا۔

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۲۵، معجم الاوسط ج ۳ ص ۳۳۰

۲۔ ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۹۵، شعب الایمان ج ۴ ص ۳۹۴

۳۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۱ ص ۳۶ بیروت

۴۔ المعجم الاوسط ج ۸ ص ۷۴، فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۸۰/۸۱

عن سمرۃ بن جندب قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رَأَیْتُ اللَّیْلَۃَ رَجُلَیْنِ آتَیانِی. فأخرَجانِی إلی أرْضٍ مُقَدَّسَۃٍ. فانْطَلَقْنا حتّٰی آتَیْنا علی نَہَرٍ مِن دَمٍ فیہ رَجُلٌ قائِمٌ وعلی وسَطِ النَّہَرِ رَجُلٌ بیْنَ یَدَیْہِ حِجارَۃٌ. فأقْبَلَ الرَّجُلُ الذی فی النَّہَرِ. فإذا أرادَ الرَّجُلُ أنْ یَخْرُجَ رَمَی الرَّجُلُ بحَجَرٍ فی فِیہِ. فَرَدَّہُ حَیْثُ کانَ. فَجَعَلَ کُلَّما جاءَ لِیَخْرُجَ رَمَی فی فِیہِ بحَجَرٍ. فَیَرْجِعُ کما کانَ. فَقُلتُ ما ھذا؟ فقال الذی رَأَیْتَہُ فی النَّہَرِ آکِلُ الرِّبا[1]

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے زمین مقدس کی طرف لے گئے ہم چلے یہاں تک کہ خون کے ایک دریا پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا تھا اور ایک شخص اس کے کنارہ پر کھڑا تھا اس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے ہیں تو جو شخص بیچ دریا میں تھا وہ کنارہ کی طرف بڑھا اور جب نکلنا چاہتا تو کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا جس سے وہ شخص اسی جگہ پہنچ جاتا جہاں وہ تھا۔ پھر جب بھی وہ شخص نکلنا چاہتا کنارہ والا اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے اپنی جگہ لوٹا دیتا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا جسے آپ نے نہر میں دیکھا ہے سود خور ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اتیت لیلۃ اسری بی علی قوم بطونھم کا البیوت فیھا الحیات تری من خارج بطونھم فقلت من ھولاء یاجبرئیل قال ھولاء اکلۃ الربوا۔[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج ایک ایسی قوم پر گذرا جن کے پیٹ گھر کی طرح ہیں ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں تو میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ سود خور ہیں۔

۱۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۸۰ ۲۔ ابن ماجہ شریف ج ۲ ص ۱۵۶

سود پر کھیت لینا بھی حرام:

سود بھرنا کھیت لینا یعنی کسی شخص کا مثلاً دو کٹھا زمین لینا اور اس کو ایک ہزار روپے دینا اور اس کھیت کا اناج کھانا اور جب اس سے کھیت چھوڑائے تو وہ ایک ہزار روپے واپس لینا تو یہ صورت بلا شک وشبہ از قسم سود ہے اور سود مطلقاً حرام، اس کھیت کا اناج ضرور بیاج ہے اور اس کا کھانا حرام۔ حدیث شریف میں ہے: "کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا" ہر وہ قرض جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔

اور فتاوی شامی ج ۱۰، ص ۸۳، زکریا بڈپو دیو بند میں ہے:

"قال فی المنح و عن عبد الله محمد بن اسلم السمرقندی و کان من کبار علماء سمرقند انه لایحل له ان ینتفع بشئ منه بوجه من الوجوه و ان اذن له الراهن لانه اذن له فی الربوا۔ الی ان قال قلت و الغالب من احوال الناس انهم انما یریدون عند الدفع الانتفاع و لولاه لما اعطاه الدراهم وهذا بمنزلة الشرط لان المعروف کالمشروط وهو مما یعین المنع و الله تعالیٰ اعلم اھ۔

ترجمہ: منح میں فرمایا اور حضرت عبداللہ محمد ابن اسلم سمرقندی جو سمرقند کے بڑے علماء سے ہیں ان سے مروی ہے کہ مرتہن کو مرہون سے کچھ بھی نفع اٹھانا جائز نہیں اگرچہ راہن نے اس کی اجازت دیدی ہو، کیونکہ یہ سود کی اجازت ہے، اس لئے کہ مرتہن اپنا قرض پورا پورا وصول کرتا ہے تو منفعت سود ہوگی۔ لوگوں کا غالب حال یہ ہے کہ رہن کے وقت مرہون سے نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نفع متوقع نہ ہو تو قرض پر درہم ہی نہ دیں گے اور وہ بمنزلہ شرط ہے، کیونکہ معروف کا حکم مشروط کے حکم کی مانند ہوتا ہے۔ اور یہ ممانعت کو متعین کرتا ہے۔

اور بہار شریعت ج ۱۷، ص ۳۵ میں ہے:

یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے

نفع اٹھائے جب کہ عموماً اس زمانہ میں مکان یا زمین اس طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز اور سود ہے۔اسی میں ہے:

''مرہون (گروی رکھی ہوئی) چیز سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے۔مثلاً لونڈی غلام ہوتو اس سے خدمت لینا یا اجارہ پر دینا۔مکان میں سکونت کرنا، یا کرایہ پر اٹھانا یا عاریت پر دینا، کپڑے اور زیور کو پہننا.

الغرض نفع کی سب صورتیں ناجائز ہیں اور جس طرح مرتہن کو نفع اٹھانا جائز ہے راہن کو بھی ناجائز ہے۔

اور فتاوٰی رضویہ جلد ہفتم ،ص ۹۲ میں ہے:

''پنوڑی کو قرض دے کر منافع میں پان کھاتے رہنا سود ہے۔اسی طرح سرمہ فروش کو قرض دے کر اس سے سرمہ پہنتے رہنا سود ہے۔مفہوماً''

انتباہ: یہاں کے کفار و مشرکین کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کئے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو اور ان سے منفعت حاصل کرنا سود نہیں اسی طرح یہاں کے بینک سے کچھ رقم اصل رقوم سے زائد ملتی ہے سود نہیں۔اسی طرح ان کی زمین ان کی خوشی سے لے کر نفع حاصل کرتے رہنا سود نہیں مگر بچنا بہتر۔[۱]

قرض پر سود لینے کا حکم:

اگر کسی نے مثلاً زید نے بکر کو مبلغ دس ہزار روپے بطور قرض دئے اور ساڑھے چار فی صدی کے لحاظ سے چار سو پچاس روپئے ماہانہ مقرر کر لیا۔اور بکر حسب وعدہ زید کو مذکورہ رقم ہر ماہ ادا کر رہا ہے۔تو اس صورت میں بھی لی جانے والی رقم قطعاً یقیناً سود اور بلا شک وشبہ حرام حرام حرام خبیث و گناہ کبیرہ۔جیسا کہ حدیث شریف مذکور ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا ہر وہ قرض جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔

۱۔فتاوٰی رضویہ جلد ہفتم

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قرض دینے والے کو قرض پر جو نفع و فائدہ حاصل ہو وہ سب سود اور نرا حرام ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِباً۔ قرض سے جو فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔[1]

تفسیر خازن میں ہے: المسئلة الرابعة فی القرض وھو من اقرض شیئاً و شرط علیه ان یرد علیه افضل منه فھو قرض جر منفعة و کل قرض جر منفعة فھو ربوا۔

ترجمہ: چوتھا مسئلہ قرض کے بارے میں ہے، اور وہ یہ کہ کسی نے کچھ قرض دیا اور شرط لگایا کہ جتنا لیا ہے اس سے زیادہ لوٹائے، تو یہ ایسا قرض ہے جس پر نفع لیا جا رہا ہے اور ہر وہ قرض جس پر نفع لیا جائے سود ہے۔

اور امام مالک ابن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قال بلغنی ان رجلا اتی عبداللہ بن عمر فقال یا ابا عبدالرحمن انی اسلفت رجلا سلفاً و اشترطت علیه افضل مما اسلفته فقال عبداللہ بن عمر فذلك الربوا[2]

ترجمہ: حضرت امام مالک سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہونچی کہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے ایک شخص کو قرض دیا اس شرط کے ساتھ کہ دئے ہوئے رقم سے زیادہ لوں گا۔ تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ سود ہے۔

اور اگر قرض دیتے وقت یہ نہ ٹھہرایا ہو کہ جتنا دیا جا رہا ہے وقت ادا اس سے زائد لیا جائے گا اور قرض دار بطور خود کچھ زائد دیدے تو یہ سود نہیں۔ جیسا کہ خازن میں ہے:

قال فان لم یشترط فضلاً فی وقت القرض فرد المستقرض افضل مما اخذ جاز

ترجمہ: اگر قرض دیتے وقت زیادتی کی شرط نہیں لگائی اور پھر قرض دار نے لی ہوئی

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج 17، ص 713 ۲۔ موطا امام مالک ص ۲۰ باب مالا یجوز من السلف مطبوعہ احیاء التراث العربی

رقم سے زیادہ لوٹائی تو جائز ہے۔

عن مجاهد انه قال استسلف عبدالله بن عمر من رجل دراهم ثم قضاه دراهم خيرا منها فقال الرجل يا ابا عبد الرحمن هذه خير من دراهمي التي اسلفتك فقال بن عمر قد علمت ولكن نفسي بذلك طيبة ۔

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی سے چند درہم قرض لئے اور قرض خواہ کو ان سے بہتر دیا تو اس شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ دراہم میرے ان دراہم سے بہتر ہیں جو میں نے آپ کو بطور قرض دیا تھا، تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے، لیکن میرا دل اس سے راضی ہے۔

اور فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۳۷ پر ہے: ''اگر ہزار روپے کا نوٹ قرض دیا اور پیسہ اوپر ہزار لینا ٹھہرا تو حرام ہے سود ہے۔''

اور ج ۷، ص ۹۳ پر ہے: ''دس کا نوٹ اگر زیادہ کو بیچا تو ہندو مسلمان دونوں سے لینا جائز اور اگر قرض دیا اور زیادہ لینا قرار پایا تو مسلمان سے حرام قطعی اور ہندو سے جائز جب کہ اسے سود سمجھ کر نہ لے۔

اور اسی کے ج ۷، ص ۵۷ پر ہے: اس سوال کے جواب میں کہ اگر زید عمرو کو دس روپے کا نوٹ قرض دے اور اس وقت یا کچھ دنوں کے بعد عمرو بارہ روپے نقد ادا کرے تو اس پر سود کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں اور زید عمرو گنہگار ہوئے یا نہیں؟ **بينوا توجروا**

الجواب: اگر قرض دینے میں یہ شرط ہوئی تھی تو بیشک سود و حرام قطعی و گناہ کبیرہ ایسا قرض دینے والا مطلقاً ملعون اور لینے والا بھی اسی کے مثل ملعون ہے اگر بے ضرورت شرعیہ قرض لیا ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **كل قرض جر منفعة فهو ربوا** '' قرض پر جو نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔ رواہ الحارث ابن ابی اسامۃ عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

۱۔ مؤطا امام مالک ص ۴۲۰ مطبوعہ احیاء التراث العربی

دوسرا باب

زنا اور زانی کی مذمت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا [۱]

ترجمہ: اور زنا کے قریب نہ جاؤ کہ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

اور فرماتا ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ [۲]

ترجمہ: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ. قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ. قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ۔ [۳]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا گناہ سب میں بڑا ہے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے حالانکہ تجھے اس نے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی پھر اس کے بعد کون سا گناہ؟ فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لئے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے

۱۔ بنی اسرآئیل ۳۲ ۲۔ سورہ نور آیت 2 ۳۔ بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۶، ابوداؤد ص ۳۱۶

گی ۔ میں نے عرض کی پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے ۔

عن بریدة عن النبی ﷺ قال ان السموٰت السبع والارضین السبع والجبال تلعن الشیخ الزانی وان فروج الزناة لیؤذی اھل النار ۔[1]

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور پہاڑ بوڑھے زانی پر لعنت کرتے ہیں۔ اور زانیوں کی شرمگاہ کی بدبو جہنم والوں کو ایذا دے گی۔

عن أبی ھریرة قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلاثَةٌ لاَ یُکَلِّمُھُمُ اللهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلاَ یُزَکِّیھِمْ. وَلا یَنْظُرُ إِلَیْھِمْ. وَلَھُمْ عَذَابٌ أَلِیمٌ شَیْخٌ زَانٍ. وَمَلِکٌ کَذَّابٌ. وَ عَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ.[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا (۱) بوڑھا زنا کرنے والا (۲) جھوٹ بولنے والا بادشاہ (۳) اور فقیر جو تکبر کرے۔

عن جریر قال سألت رسول الله ﷺ عن نظر الفجأة فقال اصرف بصرك ۔[3]

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نگاہ پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اچانک کسی اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو۔

عن ابن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ لعلی یا علی لا تُتبعِ النَّظرةَ النَّظرةَ. فإنَّ لَكَ الأولی ولیسَت لَكَ الآخرَةُ

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۔ کنز العمال ج ۵ ص ۱۲۵ ۲۔ (مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر 107، مشکوۃ ص ۴۳۳ مجلس برکات)
۳۔ (ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۲۹۲ فیصل پبلیکیشنز)

فرمایا اے علی ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کیونکہ تم کو پہلی نگاہ ہی جائز ہے دوسری نہیں۔[1]

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۔اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ(۳۰)[2]

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ اَمرد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام۔ البتہ طبیب (Physician) مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو اسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے۔ نیچی نگاہ رکھنا، اسبابِ زنا (بدکاری کے اسباب) سے بچنا، تہمت کے مقام سے بھاگنا بہت بہتر ہے۔[3]

عَنْ جَابِرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ ،فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ .[4]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں تو ان کے پاس نہ جاؤ کہ شیطان تم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِي مُنَادٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهُ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى؟ هَلْ مِنْ مَكْرُوبٍ فَيُفَرَّجَ عَنْهُ؟ فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا زَانِيَةٌ تَسْعَى بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَّارٌ .[5]

ترجمہ: حضرت عثمان ابن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے، ہے کوئی مانگنے

۱۔ ابوداؤد شریف ج ا ص ۲۹۲ فیصل پبلیکیشنز ۲۔ پ ۱۸، النور: ۳۰ ۳۔ تفسیر نور العرفان مع کنز الایمان، پ ۱۸، النور تحت الآیۃ ۳۰ ۴۔ مشکوۃ ص ۲۶۹، ترمذی حدیث نمبر 1154
۵۔ مسند احمد المعظم الاوسط للطبرانی ج ۱ ص 88، الجامع الصغیر حدیث نمبر 3339

والا کہ اسے عطا کریں، ہے کوئی مصیبت زدہ کے اس کی مشکل کشائی ہو، اس وقت جو مسلمان اللہ عزوجل سے کوئی دعا کرتا ہے مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر زانیہ کہ (جو) اپنے فرج کی کمائی کھاتی ہے یا لوگوں سے بیجا محاصل تحصیل نے والا۔ (فتاوی رضویہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ . أَنَّهُمَا قَالَا : إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللّٰهِ . فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ . فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ . قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا . فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ . وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ . فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ . فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ . فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ . وَتَغْرِيبُ عَامٍ . وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ . لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ . الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ . وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ . وَتَغْرِيبُ عَامٍ . وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا . فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا . قَالَ : فَغَدَا عَلَيْهَا . فَاعْتَرَفَتْ . فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ . [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید ابن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دو شخصوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مین مقدمہ پیش کیا ایک نے کہا آپ کو اللہ کی قسم! آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کیجئے۔ تو اس کا مدمقابل کھڑا ہوا جو اس سے زیادہ سمجھ والا تھا اور کہا اس نے سچ کہا، ہاں یارسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کیجئے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجئے ۔ ارشاد فرمایا عرض کرو۔ اس نے کہا میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے سو بکریاں اور ایک خادم اپنے لڑکے کے فدیہ میں دی، پھر جب میں نے اہل علم سے سوال کیا تو انھوں نے خبر دی کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے مارے

۱۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۱۳ مجلس برکات، مسلم شریف ج ۲ ص ۶۹

جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ اور اس کی عورت پر رجم ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں تم دونوں میں کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور غلام واپس کئے جائیں اور تیرے لڑکے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا جائے۔ (پھر فرمایا) اے انیس! صبح کو تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو اگر وہ اقرار کرے تو رجم کرو، پس اس نے اعتراف کرلیا اور اسے رجم کیا گیا۔

اس حدیث کے تحت صاحب مرآت المناجیح مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اقرار نامہ زنا سلطان اسلام کے سامنے ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے نائب کے سامنے بھی ہوسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ زانی کے رجم کے وقت سلطان کی موجودگی ضروری نہیں، نائب سلطان کی حاضری گویا سلطان ہی کی حاضری ہے۔ تیسرے یہ کہ فریقین میں سے ایک کے بیان پر بھی قاضی کفایت کرسکتا ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس ایک شخص کا بیان سنا عورت کے خاوند کا بیان نہ لیا، ہاں دوسرے ملزم کو سزا اس کے اقرار پر دی، حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جب فرشتے مدعی ومدعیٰ علیہ کی شکل میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک کا بیان سن کر فرمادیا کہ یہ دوسرا ظالم ہے جو اپنے پاس ننانوے بکریوں ہوتے ہوئے تیری ایک بکری مانگتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ہندہ کا بیان سن کر حکم دیا کہ ابوسفیان کی جیب سے بقدر ضرورت خرچ لے لیا کرو۔ بعض نے فرمایا کہ فتویٰ اور قضاء میں فرق ہے، فتویٰ ایک بیان پر ہوسکتا ہے، امام شافعی نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ چوری وقتل کی طرح زنا میں بھی ایک اقرار کافی ہے کیونکہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اقراروں کی شرط نہ لگائی مگر یہ دلیل بہت کمزور ہے کیونکہ حضرت ماعز کی روایت میں چار اقراروں کی تصریح ہے اور یہاں ایک اقرار کی تصریح نہیں لہٰذا یہاں بھی شرعی اقرار مراد ہے یعنی چار بار، مذہب حنفی بہت قوی ہے۔[1]

1۔ مرآت المناجیح ج 5 ص 337

شرعی فیصلہ:

مرد یا عورت سے زنا سرزد ہوا اور دونوں محصن ہوں یعنی مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، مکلف ہوں اور نکاح صحیح کے ساتھ صحبت ہوچکی ہو تو رجم (سنگساری) ہے۔ اور رجم کی صورت یہ ہے کہ میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر ماریں کہ مرجائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ. فَكَانَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ. قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا. فَرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ. فَأَخْشٰى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ. وَإِنَّ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ. إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ. أَوْ كَانَ الْحَبَلُ. أَوِ الْاِعْتِرَافُ.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منبر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر بیٹھ کر خطاب فرمایا کہ بلاشبہ حضور پرنور رنور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی تو جو اللہ جل شانہ نے آپ پر اتارا اس سے آیت رجم (الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ) بھی ہے۔ ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا، بنابریں خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور حضور کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے اندیشہ ہے کہ زمانہ دراز گزرنے پر کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ ہم آیت رجم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں پاتے، پھر گمراہ ہوجائیں، اس فریضہ کو چھوڑ کر جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور بے شک رجم حق ہے، کتاب اللہ میں رجم اس پر ہے جو زنا کرے

[1] مسلم شریف ص ۶۵

اور محصن ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ گواہوں سے زنا ثابت ہو یا حمل ہو یا اقرار ہو۔
اس حدیث کے تحت امام نووی نے فرمایا:

ارادبآية الرجم "الشيخ والشيخة اذازنيا فارجموهما البتة" وهذا مما نسخ لفظهٔ وبقى حكمه وقدوقع نسخ حكم دون اللفظ وقد وقع نسخهما جميعاً فما نسخ لفظ ليس له حكم القرآن فى تحريمه على الجنب ونحوذلك وفى ترك الصحابة كتابة هذه الأية دلا لةظاهرة ان المنسوخ لايكتب فى المصحف وفى اعلان عمر بالرجم وهو على المنبر وسكوت الصحابة وغيرهم من الحاضرين عن مخالفته بالانكار دليل على ثبوت الرجم.

ترجمہ: آیت رجم سے مراد "الشيخ والشيخة اذازنيا فارجموهما البتة" (شادی شدہ مرد یا عورت سے جب زنا کا ارتکاب ہو جائے تو انہیں سنگسار کردو) ہے۔ اور یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جن کی تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہے، اور بعض آیت وہ ہیں جن کا حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہے، اور بعض آیت وہ ہیں جنکی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہیں۔ تو منسوخ التلاوت آیتوں کو قرآن کا حکم نہیں دیا جائے گا اس بارے میں کہ جنبی وغیرہ پر وہ حرام ہیں۔ اور صحابہ کا اس آیت کی کتابت کو ترک کرنا اس کی واضح دلیل ہے کہ منسوخ آیتیں مصحف میں لکھی نہیں جائیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منبر پر سنگساری کا اعلان کرنا اور صحابہ اور دیگر حاضرین کا خاموش رہنا اور انکار کر کے مخالفت نہ کرنا سنگساری کے ثبوت پر دلیل ہے۔

پھر ایک سطر بعد فرمایا:

اجمع العلماء على ان الرجم لايكون إلا على من زنى وهو محصن. اھ

ترجمہ: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سنگساری اسی پر ہے جس سے زنا کا ارتکاب ہوا اور وہ شادی شدہ بھی ہو۔

مرأت المناجیح میں ہے:

زانی محصن کو رجم کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا زنا شرعی طریقے سے ثابت ہو، چار مرد مسلمانوں کی گواہی جو زنا کا مشاہدہ کریں یا غیر خاوند والی عورت کو حمل قائم ہو جائے خواہ کنواری ہو خواہ بیوہ خواہ خاوند والی مگر خاوند مفقود یا غائب شرعی ہو یا شرعی اقرار ہو چار بار اس کے بغیر رجم نہیں کیا جا سکتا۔ خیال رہے کہ جیسے نمازوں کی رکعتیں، زکوۃ کی مقدار قرآن مجید میں نہ موجود مگر حق ہے اس کا انکار کفر ہے ایسے ہی رجم اگر چہ اب قرآن مجید میں موجود نہیں مگر حق ہے۔ خیال رہے کہ خوارج کے سوا کسی فرقہ اسلامیہ نے رجم کا انکار نہ کیا انکا انکار محض باطل ہے۔[1]

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا واقعہ رجم:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيَّ، أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَزَنَيْتُ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَرَدَّهُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ أَتَعْلَمُونَ بِعَقْلِهِ بَأْسًا، تُنْكِرُونَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالُوا مَا نَعْلَمُهُ إِلَّا وَفِيَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِينَا فِيمَا نُرَى، فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا فَسَأَلَ عَنْهُ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ، وَلَا بِعَقْلِهِ، فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَ لَهُ حُفْرَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، قَالَ، فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي، وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَ تَرُدُّنِي؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا، فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَى، قَالَ «إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي»، فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ، قَالَتْ هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ، قَالَ اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هَذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ فَطَمْتُهُ، وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلَى صَدْرِهَا، وَأَمَرَ

1۔ مرآت المناجیح ج 5 ص 338

النَّاسَ فَرَجَمُوهَا. فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ. فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا. فَسَمِعَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهُ إِيَّاهَا.فَقَالَ مَهْلًا يَا خَالِدُ.فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ. ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا.وَدُفِنَتْ. [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے بے شک حضرت ماعزابن مالک اسلمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے یعنی مجھ سے زنا سرزد ہو گیا ہے میرا ارادہ ہے کہ حضور مجھ کو اس سے پاک فرمائیں آپ نے انہیں واپس فرما دیا پھر جب کل ہوئی تو بارگاہ نبوی میں آکر عرض گزار ہوئے کہ مجھ سے زنا واقع ہو گیا ہے (پاکی چاہتا ہوں) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پھر لوٹا دیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت فرمایا کہ اس کی عقل میں کسی ایسی خرابی کا تم لوگوں کو علم ہے جس کا کچھ بھی تم کو انکار ہو تو جواب دیا جہاں تک ہم جانتے ہیں کہ وہ صاحب عقل وہوش ہیں ان کے فتور عقل کا ہمیں علم نہیں پھر حضور کے پاس تیسری بار آئے تو آپ نے ان کی قوم کی طرف دوبارہ کسی کو ارسال فرما کر ان کے احوال دریافت فرمائے تو ان حضرات نے خبر دی کہ نہ ان کو کچھ بیماری ہے نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے۔ پھر جب چوتھی بار آکر (عرض کی کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ کو گناہوں سے پاک کیا جائے) حضور نے ایک گڑھا ان کے لیے کھدوایا پھر رجم کا حکم فرمایا تو رجم کر دیئے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر غامدیہ عورت آکر عرض کی یارسول اللہ میں نے زنا کیا مجھے پاک فرمائیں سرکار نے اسے بھی واپس فرمایا پھر کل ہو کر آئی عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں شاید ماعز ہی کی طرح مجھ کو واپس کرتے ہیں خدا کی قسم میں تو حاملہ ہوں آپ نے فرمایا اچھا اگر تو نہیں واپس پھرتی تو جا بچہ جننے کے بعد آنا جب وہ جنی تو بچہ کو ایک کپڑے کے ٹکڑے میں لپیٹ کر لائی بولی یہ وہی

[1] مسلم شریف ج ۲ ص ۶۸

بچہ ہے جس کو میں نے جنا ہے تو ارشاد فرمایا جا اسے دودھ پلا یہاں تک کہ تو اس کا دودھ چھوڑا دے تو جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ اس بچہ کو لے کر آئی اس حال میں کہ اس بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکرا تھا اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ یہ ہے اس کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اور کھانا کھانے لگا ہے تو سرکار نے اس بچہ کو ایک مسلمان کی پرورش میں دے دیا پھر اس عورت کے رجم کا حکم دیا تو اس کے لیے سینہ برابر گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو حکم ہوا تو ان لوگوں نے اسے رجم کیا تو حضرت خالد ابن ولید ایک پتھر لے کر آئے اور اس عورت کے سر پر مارا تو خون اڑ کر حضرت خالد کے چہرے پر آ گیا تو حضرت خالد نے اس کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے طعن وتشنیع کو سن کر فرمایا اے خالد رکو! اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ظالمانہ ٹکس وصول کرنے والا ایسی توبہ کرے اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ پھر اس کی نماز جنازہ کا حکم فرمایا تو اس کو نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کردی گئی۔

مرد و عورت کو سنگساری کا طریقہ:

امام نووی نے فرمایا:

اتفق العلماء علی انها لاترجم الاقاعدة واما الرجل فجمهورهم علی انه یرجم قائما وقال مالك قاعداً وقال غیره یخیر الامام بینهما۔ اھ

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کو بیٹھا کر رجم کیا جائے۔ اور مرد کے سلسلے میں جمہور علماء کا کہنا ہے کہ کھڑا کر کے اسے رجم کیا جائے۔ اور امام مالک نے فرمایا کہ مرد کو بھی بیٹھا کر ہی رجم کیا جائیگا۔ اور بعض نے کہا کہ امام کو دونوں بات کا اختیار ہے۔ (ترجمہ: از امجدی)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:
مرد زانی کو باندھ کر یا گاڑھ کر رجم نہ کیا جائے گا ورنہ وہ بھاگ نہ سکتا البتہ عورت کا

نصف حصہ گاڑھ کر رجم کیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدی عورت کو گاڑھ کر رجم فرمایا تھا کیونکہ مرد کی رجم کی شہرت چاہیے اسی لیے شہر میں بلکہ بازار میں رجم کیا جاوے، عورت کے پردہ کا لحاظ رکھا جائے، کوڑے بھی سب کے سامنے مارے جائیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ[1]

غیر شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں:

یہ حکم محصن (شادی شدہ مرد) اور محصنہ (شادی شدہ عورت) کا تھا۔ اگر وہ شخص جس کا زنا شرعاً ثابت ہو اور محصن نہ ہو تو اسے درے (کوڑے) مارے جائیں۔ اگر آزاد ہے تو سو دڑے اور غلام یا باندی ہے تو پچاس۔ اور دڑے مارنے کے وقت مرد کے کپڑے اتار لیے جائیں مگر تہبند یا پاجامہ نہ اتاریں کہ ستر ضروری ہے۔ اور عورت کے کپڑے نہ اتارے جائیں۔ پوستیں یا روئی بھرا ہوا کپڑ پہنے ہو تو اسے اتروالیں۔ مگر جب کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو تو اسے بھی نہ اتروائیں اور مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر دڑے ماریں زمین پر لٹا کر نہ ماریں اور اگر مرد کھڑا نہ ہو تو اسے ستون سے باندھ کر یا پکڑ کر دڑے ماریں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔[2]

ترجمہ: جو عورت اور مرد بدکار ہو تو ان میں ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

۱۔ مرآت المناجیح ج 5 ص 342 ۲۔ سورہ نور آیت نمبر 2

اور ردالمحتار مع درمختار ج ۶ ص ۱۷-۱۸ مطبوعہ زکریا بک ڈپو، دیو بند میں ہے:

وغیرالمحصن یجلد مائۃ ان حراً ونصفها للعبد ونزع ثیابہ خلا ازار لیستر عورتہ و قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب الرجل قائماً والمراۃ قاعدۃً فی الحدود والتعازیر غیر ممدود علی الارض کما یفعل فی زماننا فانہ لایجوز نہر. ولا تنزع ثیابها الا الفرو والحشو وتضرب جالسة لما روینا. ملخصاً۔

ترجمہ: غیر شادی شدہ اگر آزاد ہو تو اسے سو کوڑے اور غلام ہو تو نصف (پچاس) کوڑے لگائے جائیں۔ اور اس کے کپڑے اتار لئے جائیں سوائے تہبند جس سے پردہ پوشی ہو۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا'' مرد کو کھڑے کر کے مارا جائے اور عورت کو بیٹھا کر حدود اور (تعزیرات) کے سلسلے میں۔ زمین پر جھکا کر نہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں لوگ کرتے ہیں اور نہ اس (عورت) کے کپڑے اتارے جائیں اگر پوستین اور روئی دار نہ ہوں۔ اور عورت کو بٹھا کر مارا جائے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اور ردالمحتار ۱۸ مطبوعہ زکریا بک ڈپو، دیو بند میں ہے:

وان امتنع الرجل ولم یقف لاباس بربطہ باسطوانۃ اویمسک فتح۔

ترجمہ: اگر مرد کھڑا نہ ہو سکے تو ستون سے باندھ کر مارنے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ، وَالرَّجْمُ[1]

ترجمہ: حضرت عبادہ ابن صامت سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ مجھ سے (دین کی باتیں) سیکھ لو مجھ سے سیکھ لو مجھ سے سیکھ لو اللہ جل شانہ نے عورتوں کے لیے ایک راہ نکالی ہے بکر (غیر شادی شدہ مرد) بکر (غیر شادی شدہ عورت) سے زنا کرے تو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کے لیے ملک سے باہر کر دو۔ اور ثیب (شادی

[1] مسلم حدیث نمبر 1690

شدہ مرد) ثیب (شادی شدہ عورت) سے زنا کرے تو سو کوڑے لگاؤ پھر پتھروں سے مار مار کر مار ڈالو۔

اس کے تحت امام نووی قدس سرہ القوی نے فرمایا:

واجمع العلماء علیٰ وجوب جلد الزانی البکر مائة ورجم المحصن فهوالثیب ولم یخالف فی هٰذا احد من اهل القبلة الاماحکی القاضی عیاض وغیرہ عن الخوارج وبعض المعتزلة کا لنظام واصحابه فانهم لم یقولوا بالرجم واختلفوا فی جلد الثیب مع الرجم فقالت طائفة یجب الجمع بینهما فیجلد ثم یرجم وبه قال علی بن ابی طالب کرم الله وجهه والحسن البصری واسحٰق بن راهویه وداؤد واهل الظاهر وبعض اصحاب الشافعی وقال جماهیر العلماء الواجب الرجم وحدہ وحکیٰ القاضی عن طائفة من اهل الحدیث انه یجب الجمع بینهما اذا کان الزانی شیخا ثیبا فان کان شابا ثیبا اقتصر علی الرجم وهذا مذهب باطل لا اصل له وحجة الجمهور ان النبی صلی الله علیه وسلم اقتصر علی رجم الثیب فی احادیث کثیرة منها قصة ماعز وقصة المرأة الغامدیة وفی قوله صلی الله علیه وسلم واغدیا انیس علیٰ امرأة هذا فان اعترفت فارجمها قالوا وحدیث الجمع بین الجلد والرجم منسوخ فانه کان فی اول الامر واما قوله صلی الله علیه وسلم البکر بالبکر والثیب بالثیب فلیس هو علیٰ سبیل الاشتراط بل حد البکر الجلد والتغریب سواء زنی ببکر ام بثیب وحد الثیب الرجم سواء زنی بثیب ام ببکر فهو شبیه بالتقیید الذی یخرج علیٰ الغالب واعلم ان المراد بالبکر من الرجال والنساء من لم یجامع فی نکاح صحیح وهو حر بالغ عاقل سواء کان جامع بوطئی شبهة اونکاح فاسد اوغیرهما ام لا والمراد بالثیب من جامع فی دهرہ مرة من نکاح صحیح وهو بالغ عاقل حر والرجل والمرأة فی هذا سواء والله اعلم ۔ملخصا۔

ترجمہ: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر شادی شدہ مرتکب زنا مرد کو سو کوڑے لگائے

جائیں اور شادی شدہ زانی مرد کو سنگسار کرنا واجب ہے۔ اور اہل قبلہ میں سے کسی نے اس بارے میں اختلاف نہیں کیا سوائے خوارج اور بعض معتزلہ جیسے نظام اور اس کے ہمنوا کے، جس کو قاضی عیاض نے بیان فرمایا۔ کیونکہ یہ حضرات سنگساری کے قائل نہیں ہیں۔ اور شادی شدہ مرد کو سنگساری کے ساتھ کوڑے لگانے کے بارے میں اختلاف کیا۔ چنانچہ ایک جماعت نے کہا دونوں کا جمع کرنا ضروری ہے لہذا کوڑے مارے جائیں پھر سنگسار کیا جائے۔ اور یہی قول حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ، حسن بصری، اسحٰق بن راہویہ، داؤد اہل ظاہر اور بعض اصحاب شافعی کا ہے۔ اور جمہور علماء نے کہا کہ صرف سنگسار کرنا واجب ہے۔ اور قاضی عیاض نے اہل حدیث کی جماعت سے نقل کی ہے کہ جلد ورجم دونوں واجب ہیں جب زانی شادی شدہ بوڑھا ہو اور اگر شادی شدہ نوجوان ہو تو رجم پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ یہ باطل مذہب ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شادی شدہ کے رجم کرنے پر ہی اکتفا فرمایا اور یہ بہت سی حدیثوں میں ہے، انہیں میں سے قصہ ماعز، غامدیہ عورت کا واقعہ اور حضور ﷺ کا حضرت انس سے فرمانا کہ اس آدمی کی بیوی کے پاس صبح جاؤ اگر اعتراف کرے تو اسے سنگسار کردو۔ اور جس حدیث میں ایک ساتھ رجم وجلد دونوں کا حکم ہے تو وہ منسوخ ہے، کیونکہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا۔ اور آپ ﷺ کا فرمانا '' بکر بکر سے زنا کرے تو سو کوڑے لگاؤ اور ثیب ثیب سے زنا کرے تو سنگسار کرو'' تو یہ شرط کے طور پر نہیں ہے، بلکہ غیر شادی شدہ کی حد کوڑا لگانا اور ایک سال کے لئے ملک بدر کرنا ہے چاہے وہ زنا کرے ثیبہ کے ساتھ یا بکر کے ساتھ۔ اور شادی شدہ کی حد رجم ہے، چاہے وہ زنا کرے ثیبہ کے ساتھ یا بکر کے ساتھ۔ پس یہ قید قید اتفاقی کی مانند ہے۔ جاننا چاہئے کہ غیر شادی شدہ مرد وعورت سے مراد سے مراد یہ ہے کہ جس نے نکاح صحیح کے ساتھ جماع نہ کیا ہو اور وہ آزاد، بالغ اور عاقل بھی ہو۔ خواہ اس نے وطئ شبہ اور نکاح فاسد وغیرہ کے ساتھ جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور ثیب سے مراد یہ ہے کہ جس نے عمر میں نکاح صحیح کے ساتھ ایک بار بھی جماع کیا ہو اور وہ آزاد،

عاقل اور بالغ ہو۔ اور مرد وعورت اس بارے میں برابر ہیں۔ (ترجمہ از: امجدی)

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ أقيموا حدودَ اللّٰهِ في القريبِ والبعيدِ، ولا تأخذْكُم في اللّٰهِ لومةُ لائمٍ[1]

ترجمہ: حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے حدود کو قریب وبعید سب میں قائم کرو اور اللہ کے حکم بجالانے میں ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ، فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس کی سفارش حد قائم کرنے میں حائل ہو جائے اس نے اللہ کی مخالفت کی۔ اور جو جان کر باطل کے بارے میں جھگڑے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہو جائے۔ اور جو شخص مومن کے متعلق ایسی چیز کہے جو اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے ردغۃ الخبال میں اس وقت تک رکھے گا جب تک اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہو جائے۔ (یا اس تہمت سے توبہ نہ کرلے)

وضاحت: رَدْغَةَ الْخَبَالِ جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگا۔ معاذ اللہ رب العلمین!

اس حدیث میں جہاں کسی شرعی مجرم کی حمایت وطرفداری اور اس کے حق میں سفارش کر کے شرعی حدود کے قیام میں حائل ہونے کی ممانعت اور اس وعید بیان کی گئی ہے وہیں اس حدیث میں کسی مومن پر تہمت لگانے کی بھی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس پر آخرت

ا۔ ابن ماجہ ص ۱۸۲، مطبوعہ یاسر اینڈ کمپنی دیوبند ۲۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۰۲ کتاب القضاء، حدیث نمبر 3597)

میں ملنے والے عذاب کا بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ تہمت والزام تراشی کر کے کسی مومن کو ذلیل کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ شریعت نے بڑی سختی سے تہمت جیسے مہلک گناہ سے منع کیا ہے۔ مگر آج یہ بلا اور بیماری اس قدر عام ہے کہ عوام تو عوام علما بھی اس میں مبتلا ہیں، علما میں بھی وہ علما جو دارالعلوم کے مدرس، دارالقضا کے مفتی وقاضی ہوتے ہیں۔ تقریر تو تقریر اپنی کتابوں میں بھی اس گناہ عظیم کا ارتکاب کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیدیا ہے۔ تہمت بھی کسی عام آدمی کے بارے میں نہیں جبکہ یہ بھی گناہ ہے بلکہ اپنے وقت کے عالم اور مفتی پر تہمت والزام تراشی کرتے ہیں اور یہ سب حسد وعناد اور بغض کا نتیجہ ہے اور کچھ لوگ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے بھی ایسا کرتے ہیں۔

حضور رحمت عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرما کر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرئیل علیہ السّلام سے اُن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلاوجہ الزامِ گناہ لگانے والے ہیں۔[۱]

ایک حدیث میں ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے اِستفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابۂ کرام علیہم الرِضوان نے عرض کی: ہم میں مفلس (یعنی غریب مسکین) وہ ہے جس کے پاس نہ دِرہم ہوں اور نہ ہی کوئی مال۔ ارشاد فرمایا: میری اُمّت میں مُفلِس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے فُلاں کو گالی دی ہوگی، فُلاں پر تہمت لگائی ہوگی، فُلاں کا مال کھایا ہوگا، فُلاں کا خون بہایا ہوگا اور فُلاں کو مارا ہوگا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصّہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذِمّے آنے والے حُقُوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔[۲]

۱؂ شرح الصدور، ص 184 ۲؂ مسلم، ص 1069، حدیث: 6578

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: بے گناہ لوگوں پر الزام لگانا آسمانوں سے زیادہ بوجھل ہے، یعنی بہت بڑا گناہ ہے۔[1]

اسلام میں ایک دوسرے کی عزت وآبرو کی حفاظت اور عیب جوئی کی بجائے عیب پوشی کا حکم دیا ہے۔ فرمان رسالت مآب ہے:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ[2]

تمہارے خون، تمہارے مال، اور تمہاری عزتیں اسی طرح سے تمہارے اوپر حرام ہیں، جیسے کہ یہ دن، یہ شہر (مکہ) اور یہ ماہ (ذوالحجہ) حرمت والا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی ہے خصوصاً مَعَاذَ اللہ اگر تہمتِ زنا ہو۔[4]

بُہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور مُعافی مانگنا ضَروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضَروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فُلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔[5]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ[6]

۱۔ کنز العمال (3/ 802، رقم الحدیث 8810 ۲۔ (بخاری: ۱۷۳۹، مسلم: ۱۶۷۹)
۳۔ (مسلم: ۲۵۶۴) ۴۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 386) ۵۔ (بہار شریعت، ج 3، ص 538)
۶۔ مشکوۃ ص ۲۶۸

ترجمہ: حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیر عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے پوچھا دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو فرمایا دیور موت ہے۔ (یعنی دیور کے پاس جانا ناعزت وناموس کو موت کی دعوت دینی ہے)۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات کریمہ اور آحادیث نبویہ بدکاری، زنا کاری کی مذمت میں آئی ہیں بخوف طوالت انہیں پر اقتصار کیا جاتا ہے ہدایت کے طلب گاروں کے لیے کافی ہیں۔

نصیحت: مسلمانو! خوف کیجئے، عذاب جہنم سے ڈریئے، حرامی بچہ پیدا کرنے سے باز آجائے کہ بری بیج سے سوائے برائی کے کچھ نہیں ہوتا، گاؤں خراب، شہر برباد، ملک تباہ اغلب انہیں حرام کے بچوں سے ہوتا ہے۔ اس لیے شرع شریف نے سخت حرام کے لیے سزائیں سخت مقرر فرمایا ہے۔ مگر حد قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے۔

بہار شریعت حصہ نہم ص ۹۸ پر ہے:

قتل وغیرہ کے متعلق جو کچھ بیان ہوا یہ اسلامی احکام ہیں جو اسلامی حکومت میں ہو سکتے ہیں مگر اب کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت باقی نہیں اگر کسی کو قتل کرے تو خود قتل کیا جائے، لہٰذا حالت موجودہ میں ان پر کیسے عمل ہو سکے، اس وقت جو کچھ ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے مقاطعہ کیا جائے اور ان سے میل جول، نشست وبرخواست وغیرہ ترک کریں۔

الحاصل: شادی شدہ جس عورت سے زنا کا ارتکاب ہو اس پر شرعاً رجم (سنگسار) ہے اور مرد بھی اگر محصن (شادی شدہ) ہے تو اس پر بھی رجم ورنہ سو کوڑے۔ مگر نیپال میں بادشاہ یا اس کا نائب کہاں کہ یہ مذکورہ سزائیں دونوں کو دے۔ کیونکہ یہ انہیں کا کام ہے اور انہیں پر فرض ہے۔ ہم پر فرض کہ ایسے لوگوں کو نصیحت کریں، اگر مان لیں، جدا جدا ہو جائیں فبہا ورنہ اس کے ساتھ بات چیت، اٹھنا، بیٹھنا، سلام، کلام، ایک ساتھ کھانا، پینا سب چھوڑ دیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ [1]

ترجمہ: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسی ابن مریم کی زبان پر، یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نہی عن المنکر (بری باتوں سے روکنا) واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے:

جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علما نے اول تو انہیں منع کیا، جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ان کے اس عصیان وتعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت اتاری۔ [2]

احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۰۶ میں ہے:

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قیل یارسول اللہ اتھلک القریۃ وفیہا الصالحون؟ قال نعم قیل بم یارسول اللہ قال بتھاونھم وسکوتھم علی معاصی اللہ تعالی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا کوئی بستی اس صورت میں بھی ہلاک ہوتی ہے جب کہ اس میں نیک لوگ موجود ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! عرض کیا گیا کیوں یارسول اللہ؟ ارشاد ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر خاموشی اختیار کرتے اور سستی سے کام لیتے ہیں۔

۱۔ المائدہ ۷۸-۷۹ ۲۔ تفسیر خزائن العرفان

وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ لایعذب الخاصّۃ بذنوب العامۃ حتی یری المنکر بین اظھرھم وھم قادرون علیٰ ان ینکروہ فلاینکرونہ۔

ترجمہ: اور آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عام لوگوں کے گناہوں کے باعث خاص لوگوں کو عذاب نہیں دیگا حتی کہ ان کے درمیان برائی دکھائی دے اور وہ اسے روکنے پر قادر ہوں لیکن نہ روکیں تو خاص لوگوں کو بھی عذاب ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم)

وروی ابو امامۃ الباھلی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال: کیف انتم اذاطغیٰ نساء کم فسق شبابکم وترکتم جھاد کم قالوا وان ذلک لکائن یارسول اللّٰہ قال نعم والذی نفسی بیدہ واشدمنہ سیکون قالوا واشدمنہ یارسول اللّٰہ قال کیف انتم اذا لم تأمروا بمعروف ولم تنھوا عن منکر قالوا وکائن ذلک یارسول اللّٰہ قال نعم والذی نفسی بیدہ واشدہ منہ سیکون قالوا وما اشدمنہ قال کیف انتم اذارئیتم المعروف منکراً والمنکر معروفا قالوا وکائن ذلک یارسول اللّٰہ قال نعم والذی نفسی بیدہ واشدمنہ سیکون قالو وما اشدمنہ قال کیف انتم اذا امرتم بالمنکر ونھیتم عن المعروف قالوا وکائن ذلک یارسول اللّٰہ قال نعم والذی نفسی بیدہ اشدمنہ سیکون یقول اللّٰہ تعالیٰ بی حلفت لاتیحن لھم فتنۃ یصیر الحلیم فیھا حیراناً۔ (احیاء العلوم)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی، تمہارے نوجوان فاسق ہو جائیں گے اور تم جہاد چھوڑ دو گے تو اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا تم کیسے ہو گے جب تم نیکی کا حکم نہیں دو گے برائی سے نہیں روکو گے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضے

قدرت میں میری جان ہے اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھو گے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کیا حال ہوگا جب تم برائی کا حکم دو گے اور نیکی سے روکو گے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی قسم ہے ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا کہ اس میں سمجھ دار لوگ بھی خیران ہو جائیں گے۔

ذکر ان اللہ تعالیٰ اوحی الیٰ یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام انی اھلك من قومك اربعین الفا من خیارھم وستون الفا من شرارھم فقال یارب ھؤلاء الاشرا فما بال الاخیار قال انھم لم یغضبوا بغضبی وأ کلوھم وشاربوھم۔[1]

ترجمہ: مروی ہوا اللہ عزوجل نے یوشع علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار برے لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ عرض کی ''الٰہی! برے تو برے ہیں اچھے کیوں ہلاک ہوں گے؟ فرمایا اس لیے کہ جن پر میرا غضب تھا انہوں نے ان پر غضب نہ کیا اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے۔ (فتاوی رضویہ)

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوا کہ بُروں، نافرمانوں کی صحبت سے اجتناب چاہیے، اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے حتی المقدور منع کرنا چاہیے، ورنہ عذاب الٰہی میں ضرور مبتلا ہو جائے گا۔ اور برے لوگوں کو حکمت اور تدبیر سے راہ راست پر لانے کی جدوجہد چاہیے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ ع

درشتی و نرمی بہم در بہ است

[1] تنبیہ الغافلین ص ۷۴

اگر جانے کہ نصیحت کارگر نہ ہوگی بلکہ ضد اور ہٹ اور بدتمیزیاں کرنا شروع کردے گا اور ہمیں اس پر قدرت بھی نہیں تو اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے اور جب تک سدھرے نہیں اس سے الگ تھلگ رہیں گے اور اس کے فعل کو دل سے برا جانتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان. وفى رواية وليس وراء ذلك حبة خردل من ايمان۔[1]

ترجمہ: کوئی شخص کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہو تو ہاتھ سے زبردستی روکے۔ اور ہاتھ سے روکنے کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اسے اس کی برائی سے خلاصی دے۔ اور اگر زبان سے بھی روکنے کی قوت وطاقت نہ ہو تو کم از کم دل سے برا جانے۔ اور یہ اہل ایمان کا کمزور ترین فعل ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد دانہ برابر بھی ایمان کا درجہ اور حصہ نہیں۔

بغیر ثبوت تہمت زنا لگانے کی سزا:

نوٹ: اگر حقیقۃً ان دونوں سے زنا ثابت نہ ہو تو زنا کا الزام یہ سخت گناہ ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت کسی پر زنا کی تہمت رکھنا سخت حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے۔ ایسی تہمت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے بڑے عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے ایسے شخصوں کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ سنو اور وہ فاسق ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوند قدوس ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔[2]

ترجمہ: جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ لوگ فاسق ہیں۔

۱۔ مسلم ج ۱ ص ۵۱۔۵۲ ۲۔ النور آیت ۴

لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ۔

ترجمہ: چار گواہ اس پر کیوں نہ لائے اور جب چار گواہ نہ لائیں تو خدا کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

یہاں کوڑے تو لگا نہیں سکتے لہٰذا اسی قدر کریں کہ جب تک وہ تہمت رکھنے والا مجمع میں توبہ نہ کرے اور صاف صاف اس اپنی ناپاک گفتگو سے باز نہ آئے اس وقت تک مسلمان اس سے ملنا جلنا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس کی شادی بیاہت میں شریک ہونا، اپنی شادی بیاہ میں اسے شریک کرنا یکقلم چھوڑ دیں کہ وہ اس تہمت اٹھانے سے ظالم ہے اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن مجید نے منع فرمایا اور ایسی تہمت کا ثبوت کسی گواہی سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جب تک چار مرد نمازی پرہیزگار، ثقہ متقی جو نہ کوئی گناہ کبیرہ کرتے ہوں، نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں، نہ کوئی بات خلاف مروت، چھچھورے پن کی (جیسے سر بازار کھانا کھانا یا شارع عام پر سب کے سامنے پیشاب کرنا) کرتے ہوں، ایسے اعلیٰ درجے کے متقی مہذب بالاتفاق ایک وقت، ایک مکان میں اپنی آنکھ سے دیکھنا بیان کریں کہ ہم نے اس کا بدن اس کے بدن کے اندر خاص اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ اگر ان امور سے ایک بات بھی کم ہوگی (مثلاً گواہ چار سے کم ہوں یا چوتھا شخص اس اعلیٰ درجہ کا نہ ہو یا ہوں تو سب اعلیٰ درجہ کے اور چار پانچ نہیں بلکہ دس بیس مگر ان میں مرد تین ہی ہوں باقی عورتیں یا کچھ گواہ آج کا واقعہ بیان کریں کچھ کل کا یا کچھ کہیں ہم نے اس

ا۔ النور 13 ۲۔ النور آیت ۲۳

مکان میں دیکھا کچھ کہیں دوسرے میں یا یہ سب باتیں جمع ہوں اور تین گواہ صاف صاف یہ بھی گواہی دے چکے ہوں کہ ہم نے اس کا ذکر اس کی فرج داخل میں اسی طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی مگر چوتھا اتنا کہے کہ میں نے اس کا برہنہ ذکر اس کی برہنہ فرج کے منہ پر رکھا دیکھا۔ (مثلاً نصف حشفہ تک اندر کیا ہوا دیکھا) تو ان سب صورتوں میں یہ گواہیاں مردود اور وہ تہمت باطل اگرچہ اس قسم کی سو دو سو گواہیاں گزریں اصلاً ثبوت نہ ہوگا بلکہ تہمت کرنے والے زنا کی گواہی دینے والے خود ہی سزا پائیں گے۔ یہ سب احکام قرآن مجید وحدیث شریف وکتب فقہ میں صاف مذکور ہیں۔

☆☆☆

ا۔المائدہ ۷۸-۷۹ ۲۔تفسیر خزائن العرفان

تیسرا باب

شراب اور شرابی کی سزا

خمر، انگوری شراب، آدمی اور حرام جانور کے پیشاب و پاخانہ کی طرح نجاست غلیظہ ہے اور اس کا پینا پیشاب پینے اور پاخانہ کھانے سے زیادہ برا ہے۔

خمر کا معنیٰ اور اس کی حد:

مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی مرآت المناجیح میں پہلی فصل کی تمہید میں فرماتے ہیں: خمر کے معنی ہیں چھپانا اسی لیے دوپٹے کو خمار کہتے ہیں کہ وہ سر کو چھپا لیتا ہے، بعض اماموں کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے، بعض کے نزدیک صرف انگوری شراب کو خمر کہتے ہیں، انگوری شراب کا ایک قطرہ بھی بالاجماع حرام ہے، دوسری شرابیں حد نشہ تک بالاجماع حرام ہیں، اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی مطلقًا حرام ہیں نشہ دیں یا نہ دیں۔ شراب کی سزا اسی ۸۰ کوڑے ہیں عہد صحابہ میں اولاً اختلاف رہا پھر اسی ۸۰ کوڑوں پر اتفاق ہوگیا۔ شراب کی سزا کے لیے شرط یہ ہے کہ بحالت نشہ اس کی گواہی یا اقرار حاکم کے پاس ہوجائے۔ نشہ اتر جانے کے بعد اگر اقرار یا گواہی گزرے تو امام اعظم کے ہاں اس پر یہ سزا نہیں جاری ہوگی۔ خیال رہے کہ نشہ والے کی طلاق تو واقع ہوجاتی ہے مگر اس کا ارتداد درست نہیں یعنی اگر اس کے منہ سے نشہ میں کلمہ کفر نکل جائے تو اسلام سے خارج نہ ہوگا۔ ایک صحابی نے بحالت نشہ نماز مغرب میں سورۂ کافرون پڑھی ہر جگہ سے لا چھوڑ گئے تو یہ کلمات کفر بن گئے مگر ان پر حکم ارتداد نہ دیا گیا بعد میں شراب حرام کردی گئی۔[1]

[1] مرآت المناجیح ج 5 ص 380

شراب کی مذمت قرآن واحادیث سے:

اللہ تعالیٰ فرمان عالی شان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں۔ شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیرات احمدیہ ص ۳۴۳ میں زیر آیت کریمہ ہے:

فان الله سماها رجسا حيث قال رجس من عمل الشيطن و الرجس ماهو محرم العين و عليه انعقد اجماع الامة وبه تواترت السنة فهي حرام بعينها ثم هو نجس نجاسة غليظة كالبول لثبوتها بالدليل القطعي و يكفر مستحلها لانكاره الدليل القطعي.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شراب کو نجس کہا چنانچہ ارشاد ہوا ناپاک ہے شیطانی کاموں میں سے ہے اور ناپاکی وہ ہوتی ہے جو حرام لعینہ ہو اور جس پر امت کا اجماع اور سنت جاری ہو۔ پس یہ حرام لعینہ اور نجاست غلیظہ ہے جس طرح پیشاب، کیونکہ اس کا نجاست غلیظہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے اور اسے حلال جاننے والے کی تکفیر کی جائے گی دلیل قطعی کا انکار کرنے کی وجہ سے۔ (ترجمہ از امجدی)

اسی میں ہے:

و بالجملة حرمتها قطعية و نجاستها من الكل مروية

ترجمہ: اور خلاصہ یہ کہ اس کی حرمت قطعی اور ناپاک ہونا سب سے مروی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

خمر کی حرمت قطعیہ بلکہ ضروریات دین سے ہے اس کے ایک قطرہ کی حرمت کا منکر

---

[1] سورہ مائدہ آیت نمبر 90

قطعاً کافر ہے، باقی مسکرات میں یہ حکم نہیں۔ ہاں بنگ وغیرہ کسی چیز سے نشہ کی حرمت کا منکر گمراہ ومخالف اجماع ہے۔ شراب کی حرمت بعینہا ہے اور بنگ کی حرمت بعلت اسکار ہے۔ نشہ بازی بنگ یا افیون کسی بلا سے ہو مطلقاً کبیرہ ہے، شراب کسی طرح کی ہو صرف حرام ہی نہیں بلکہ اس کے ایک ایک بوند نجس ناپاک ہے۔ ھو الصحیح وعلیہ الفتوی۔[1]

عن علی رضی اللہ عنہ فی حرمتھا لو وقعت قطرتھا فی بیر فبنیت مکانھا منارۃ لم اؤذن علیھا و لو وقعت فی بحر ثم جف فنبت فیہ الکلاء لم ارعھا۔[2]

ترجمہ: حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں۔

سبحان اللہ گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔ رزقنا اللہ تعالیٰ اتباعہ

عن عصمۃ بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ ثلثۃ حرم اللہ علیھم الجنۃ مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقیر فی اھلہ الخبث۔[3]

ترجمہ: حضرت عصمہ ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخصوں پر اللہ نے جنت حرام فرمادی ہے۔ (۱) شرابی (۲) ماں باپ کو ایذا دینے والا (۳) اور دیوث (بھروا) جو اپنے اہل میں گندی بات پر قرار رکھے۔

عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی ﷺ لاتشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر[4]

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے وصیت کی کہ شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربھا فی

۱۔ فتاویٰ رضویہ ۱۰ ص ۸۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی
۲۔ تفسیرات احمدیہ ص ۲۴۳
۳۔ جامع الکبیر ج ۴ ص ۵۳۵، دار السعادۃ للطباعۃ، مصر
۴۔ ابن ماجہ ص ۲۴۱

الآخرة[۱]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں شراب پئے گا وہ آخرت میں پینے سے محروم رہے گا۔

عن ابی الدرداء عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ۔[۲]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شراب پینے کا عادی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

شراب کی شرعی حد:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنَّا نُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمْرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، فَنَقُومُ إِلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا، حَتَّى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ، فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ، حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ۔[۳]

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتدائی دور خلافت میں شراب خور گرفتار کر کے لایا جاتا تو ہم اس شرابی کو اپنی طمانچوں، تھپڑوں، لپڑوں، مکوں، گھونسوں اور جوتوں، چپلوں کھڑاؤں اور چادروں سے مارتے تھے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس کوڑے کا حکم دیا پھر جب لوگوں میں فسق و فجور وسرکشی بڑھی تو اسی کوڑے کا حکم دیا۔

تفسیرات احمدیہ ص ۳۴۳ میں ہے:

و يحد شاربها و ان لم يسكر منها

ترجمہ: اس کے ایک قطرہ بھی پینے پر شرعی حد قائم کی جائے گی گرچہ نشہ نہ لائے۔

۱۔ ابن ماجہ ص ۲۴۱ ۲۔ ابن ماجہ ص ۲۴۲ ۳۔ بخاری شریف ج ۲، ص ۱۰۰۲ مطبوعہ مجلس برکات

یحد مسلم ناطق مکلف شرب الخمر و لو قطرۃ ثمانین سوطاً للحر و نصفہا للعبد و فرق علی بدنہ کحد الزنا۔ ملخصاً [۱]

ترجمہ: اگر انگوری شراب کا پینے والا مسلمان عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر بلا اکراہ شرعی ایک قطرہ بھی پئے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ اور اس کی حد میں اَسّی کوڑے مارے جائیں گے اور بدن کے مختلف حصوں میں ماریں گے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ۔ [۲]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرابی کو جوتیوں اور شاخوں سے مارا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔

عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِمِيِّ قَالَ إِنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ فِي حَدِّ الْخَمْرِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَلْدَةً فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى فَجَلَدَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِّ الْخَمْرِ ثَمَانِينَ. رَوَاهُ مَالِكٌ۔ [۳]

ترجمہ: حضرت ثور بن زید دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حد خمر کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ شارب خمر کو اَسّی کوڑے مارے جائیں، اس لئے کہ جب پئے گا نشہ ہوگا اور نشہ ہوگا بیہودہ بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا افتراء کرے گا۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَسّی کوڑوں کا حکم دیا۔

اس حدیث شریف کے تحت اشعۃ اللمعات ج ۳، ص ۲۸۶ پر ہے:

''پس زد عمر در حد خمر بگفتۂ علی ہشتاد تازیانہ واجماع کردند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم برآں'' رواہ مالک۔

۱۔ درمختار ج ۳، ص ۱۸۰ ۲۔ بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۲، مسلم ۳۔ مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۳۱۶

ترجمہ: چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر اسی کوڑے لگائے، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اجماع ہو گیا۔

اور اسی میں ص ۲۸۳ پر ہے:

”شرب خمر حرام است بکتاب وسنت واجماع وحد شرب خمر ہشتاد تازیانہ است نزد جمہور ائمہ وہمیں است مذہب ما ومذہب شافعی وقومے برآن رفتہ اند کہ چہل ست ودر روایتے از امام احمد نیز ہمچنیں آمدہ ومختار نزد اکثر ائمہ مذہب وے ہشتاد ست وروایت کردہ شدہ است کہ آن می زد شارب خمر را بشاخہائے درخت ونعال بے تعیین عدد ودر روایت دیگر چہل تازیانہ نیز آمدہ وہمچنیں می کرد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز در صدر خلافت خود بعد از آن مشاورت کرد باصحابہ پس گفت علی رضی اللہ تعال عنہ رائے من وا جتہاد من ہشتاد تازیانہ است وبعضے گفتہ اند بود زاید بر اربعین چیزے کہ می کرد آن را آنحضرت وفتیکہ ادمان می کردند مردم در شرب خمر ودر حقیقت ایں تعزیر بود ومر امام را می رسد کہ زیادہ کند در عقوبت موافق اجتہاد وصلاح دید وقت ومروی است از امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ گفت زد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہل وکامل گردانید آنرا عمر ہشتاد وہمہ سنت ست واول آن اجماع است بر ثمانین“

ترجمہ: کتاب وسنت اور اجماع امت سے شراب پینا حرام ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک اس کی حد اسی کوڑے ہیں اور یہی احناف وشوافع کا بھی مذہب ہے۔ اور کچھ فقہاء نے فرمایا کہ شرب خمر کی حد چالیس کوڑے ہیں اور امام احمد کی روایت میں بھی یہی ہے۔ اور اکثر ائمہ کے نزدیک شرب خمر کی حد اسی کوڑے ہی ہیں۔ اور مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب خور کو بلا تعیین عدد درخت کی شاخ اور جوتوں سے مارنے کا حکم فرمایا۔ اور دوسری روایت میں چالیس کوڑے بھی ثابت ہیں اور یہی حکم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت میں بھی تھا۔ پھر حضرت عمر نے تمام صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری رائے اسی کوڑے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ

چالیس کوڑوں سے زائد ہوں، کیونکہ حضور ﷺ شراب خور کو نصیحت کرتے وقت چالیس پر زائد کرتے تھے اور حقیقت میں یہ زیادتی تعزیراً تھی۔ اور امام کو اختیار ہے کہ صلاح ومشورہ اور اپنی اجتہاد کے مطابق حد میں تعزیراً کچھ زیادتی کرے۔ اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔ اور اسی چالیس پر کچھ زیادتی کو حضرت عمر نے اسی پر مکمل کردیا اور یہ سب سنت ہیں۔ اور اب تمام فقہاء کا اسی کوڑے پر اجماع ہے۔

(ترجمہ از: حضرت مولانا رضی الدین احمد قادری فیضی)

یہ سزا انگوری شراب پینے پر ہے اس کے علاوہ شرابیں پینے سے حد اس وقت ہے کہ نشہ آجائے۔

انتباہ: حد قائم کرنا بادشاہ اسلام کے ذمہ ہے۔ ہم پر ایسے کو ڈانٹنا، پھٹکارنا، شرم دلانا، جوتے مارنا ہے اگر ممکن ہو۔ پھر اس سے سچی توبہ لیں اور ان خط کشیدہ جملوں سے بھی توبہ کرائیں کہ آئندہ اس قسم کی قبیح وشنیع بولی نہ بولے۔ قرآن شریف میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے دہنے عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے، بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

[1] تحریم آیت نمبر 8

اس کے تحت خزائن العرفان میں ہے:

یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے فرمایا کہ توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ.[1]

ترجمہ: گناہ کر کے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

☆☆☆

۱۔ ابن ماجہ حدیث نمبر 4250، سنن بیہقی حدیث نمبر 20561

کتاب ”تباہی ان گناہوں کی“ ایک تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قوم کی اصلاح وتربیت رشدوہدایت، پندونصیحت، تزکیہ وتطہیر، وعظ وتذکیر کے مندرجہ ذیل دو موثر اسلوب ہوتے ہیں

تبشیر: جب قوم باعمل ہو تو تبشیر سے کام لیا جاتا ہے جیسے نیک عمل پر ہونے والے انعامات کا بیان

انذار: جب قوم بے عمل ہو تو انذار سے کام لیا جاتا ہے جیسے برے کاموں پر ہونے والے عذاب وسزا کا بیان

اور یہ دونوں اسلوب قرآن مجید برہان رشید میں جابجا ملتے ہیں مثلاً نیکوکاروں کے لئے جنت کی بشارت اور بدکاروں کے لئے جہنم کی وعید وغیرہ۔

قاضی القضاۃ فی النیپال معروف بہ شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی بانی خانقاہ برکات لہنہ شریف کی کتاب ”تباہی ان گناہوں کی“ موخرالذکر اسلوب (انذار) پر مشتمل ہے جس میں مندرجہ ذیل تین ابواب ہیں

پہلا باب: سود کی حرمت واحکام۔ دوسرا باب: زنا اور زانی کی مذمت۔ تیسرا باب: شراب اور شرابی کی مذمت۔

مصنف علام نے ہر باب کو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ودلائل شرعیہ، سے مدلل ومبرہن فرمایا ہے اور ہر باب کے تحت باب کی مناسبت سے ایسی حدیثوں کا انتخاب فرمایا ہے جو سامان درس وعبرت ہیں۔

ہر باب میں محولہ بالا حدیثوں کی طرح کئی ایک عبرت خیز حدیثیں پیش کی گئی ہیں جو زنا، سود، اور شراب جیسے گھناؤنے کام، برے اعمال سے باز رکھنے کے لئے کافی ووافی دعاۃ ومبلغین، واعظین وناصحین خطیبان ومقررین، اور ایمہ مساجد مسلمین کے لئے بہترین مواد۔

میری اور حضور شیر نیپال صاحب قبلہ کے جملہ عقیدت مندوں کی طرف سے لائق صد شکر واحسان ہیں شہنشاہ قلم صحافی عصر مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی عبدالسلام امجدی صاحب زید مجدہ السامی اور انکے وہ معاون ومددرفقاء جن کی کدوکاوش سے حضور شیر نیپال صاحب قبلہ کے تحریری جواہر پارے کتابی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک سیار افلاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اور کل چہیتوں کے طفیل حضرت کی لحد پر رحمت وانوار کی شبنم افشانی کرے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا

محمد رحمت علی امجدی

خادم فقہ: شعبہ تخصص فی الفقہ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر

وخادم درس وافتا: جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد گھاس بازار ناسک

شب سہ شنبہ ۴ رمحرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۲ رستمبر ۲۰۲۰ء

7901926895

Published by

MAJMAUL BARAKAT

Luhna Sharif, Distt. Dhanusha, Nepal

ضروری یادداشت